البرھان فی علوم القرآن - تعارف وخصوصیات

محمد فاروق حیدر

انسانی ہدایت کے لیے نازل ہونے والی اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کا سب سے بڑا علمی معجزہ ہے جو قیامت تک ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رہے گا۔ اس کتاب کی تلاوت اس کو سیکھنے سکھانے اس میں غور وفکر کرنے کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے کثیر تعداد میں احادیث منقول ہیں اسی وجہ سے نزول قرآن کے آغاز سے لے کر اب تک مسلمانوں نے اس کتاب کو اپنی تحقیق کا مرکز ومحور بنائے رکھا اور متعدد علوم وفنون کی بنیاد ڈالی ان فنون میں سے ایک فن علوم القرآن ہے اس فن میں قرآن مجید سے متعلقہ علوم مثلاً نزول قرآن، جمع وتدوین قرآن، قرأت وتجوید، تفسیر وتاویل، وجوہ ونظائر، غریب قرآن، امثال قرآن، اقسام قرآن اور اسلوب قرآن وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔ ان علوم کو جاننے سے نہ صرف کتاب اللہ کے الفاظ ومعانی کی معرفت حاصل ہوتی ہے بلکہ ایک ایسی استعداد پیدا ہوتی ہے جس سے مراد الٰہی کو معلوم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ خاص طور پر ایک مفسر کے لیے اس فن کا جاننا انتہائی ضروری ہے تاکہ تفسیر قرآن کے دوران وہ ہر قسم کی گمراہی سے محفوظ رہ سکے اس فن کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اکثر مفسرین نے اپنی کتب تفاسیر کی ابتداء میں اس علم سے بحث کی ہے جیسے ابن جریر طبری، ابن عطیہ اندلسی، امام قرطبی ورامام سیوطی وغیرہ۔

البرھان کا تعارف

علوم القرآن پر تصنیف وتالیف کے آغاز سے لے کر آٹھویں صدی ہجری تک کوئی ایسی کتاب نہیں ملتی جس میں علوم القرآن کی انواع کو اس جامع اور مفصل انداز میں جمع کیا گیا ہو جس طرح

علامہ زرکشی نے اپنی کتاب البرہان میں ان کو جمع کیا۔ کتاب البرہان کے تعارف سے پہلے صاحب کتاب کے احوال درج ذیل ہیں:

آپ کا نام محمد بن بہادر کنیت ابوعبداللہ لقب بدر الدین اور نسبت زرکشی ہے۔ مصر میں ۷۴۵ھ میں پیدا ہوئے۔ مسلکا شافعی تھے۔ آپ کو بہت سے علوم وفنون جیسے تفسیر، حدیث، فقہ، اصول اور ادب میں مہارت حاصل تھی۔ آپ بچپن ہی سے علم سے وابستہ ہوگئے۔ بڑی محنت، توجہ اور انہماک کے ساتھ علوم کی تحصیل کی۔ ابتدا میں کچھ کتابیں حفظ کیں اس کے بعد اپنے وقت کے جید اساتذہ جیسے جمال الدین الاسنوی، سراج الدین بلقینی، شہاب الدین الاذرعی اور ابن کثیر وغیرہ سے استفادہ کیا۔ علوم وفنون کی جامع اس شخصیت نے ۷۹۴ھ میں قاہرہ میں وفات پائی۔(۱) آپ نے ۴۹ سال کی عمر میں اپنی علمی خدمات سرانجام دیں جن سے علماء ومحققین آج تک استفادہ کرتے چلے آرہے ہیں۔

تصانیف

تصانیف کی کثرت کی وجہ سے علامہ زرکشی "المصنف" کے لقب سے بھی مشہور ہوئے۔(۲) کم عمر پانے کے باوجود آپؒ نے قرآن، حدیث، فقہ واصول فقہ وغیرہ پر کثیر علمی سرمایہ یادگار چھوڑا۔ آپ کی معروف تصنیفات درج ذیل ہیں:

البرهان فى علوم القرآن، الاجابة لا يراد ما استدركته عائشة على الصحابة، التنقيح لالفاظ الجامع الصحيح، النكت على مقدمة ابن الصلاح، اعلام الساجد بأحكام المساجد، البحر المحيط فى اصول الفقه، تشنيف المسامع بجمع الجوامع، جنايا الزوايا، لقطة العجلان وبلة الظمآن

"البرھان فی علوم القرآن" علامہ بدرالدین زرکشی کی تالیفات میں سے ایک عمدہ تالیف ہے۔ یہ کتاب چار جلدوں میں شائع ہوکر اہل علم میں معروف ومتداول ہوچکی ہے۔ شائقین علوم القرآن کے لیے یہ کتاب اہم ترین اور بنیادی مآخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

سبب تالیف

علامہ زرکشی نے اپنی کتاب کے سبب تالیف میں لکھا ہے:

چونکہ علوم القرآن اور اس کے معانی بے شمار ہیں اس لیے اس پر جتنا ہو سکے توجہ دینا ضروری ہے۔ متقدمین سے جو امور انجام دینے سے رہ گئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے علوم القرآن پر مشتمل کوئی کتاب تالیف نہیں کی جس طرح کہ علماء نے علوم الحدیث پر تالیف کیں۔ (۳)

مذکورہ عبارت میں علامہ نے اس امر کی وضاحت کی ہے کہ متقدمین نے علم حدیث کی نسبت علوم القرآن پر مشتمل کوئی جامع اور مستقل کتاب تالیف نہیں کی۔ علامہ کی یہ بات اپنی جگہ درست ہے لیکن علوم القرآن اور علوم الحدیث میں فرق ہے۔ علوم القرآن کا دائرہ علوم الحدیث کی نسبت زیادہ وسیع ہے اور اس کی ایک ایک نوع بڑی تفصیل طلب ہے جن میں ایسا اختصار بہت مشکل ہے جیسا کہ علوم الحدیث میں ممکن ہے۔ علامہ زرکشی نے علوم القرآن کی انواع کی وسعت کے متعلق لکھا ہے۔

''انسان اپنی طویل عمر صرف کر کے بھی علوم القرآن کی ایک نوع کا مکمل احاطہ نہیں کر سکتا''

اس وجہ سے علوم القرآن کی انواع کو ایک تالیف میں سمیٹنا بہت مشکل تھا اس لیے پہلے علوم القرآن کی مختلف انواع پر علیحدہ سے مستقل کتاب تالیف کرنے کا سلسلہ شروع ہوا جیسے ابن قتیبہ (م ۲۷۶ھ) کی کتاب ''تفسیر غریب القرآن''، النحاس (م ۳۳۸ھ) کی کتاب ''الناسخ والمنسوخ'' علامہ واحدی (م ۴۶۸ھ) کی کتاب ''اسباب النزول'' وغیرہ وقت کے ساتھ ساتھ جوں جوں تصنیف وتالیف کا فن ترقی کرتا چلا گیا ان انواع کو اصولی مباحث کے ساتھ ایک تالیف میں سمیٹا جانے لگا جس کی مثال ابن الجوزی (م ۵۹۷ھ) کی کتاب ''فنون الافنان فی عیدن علوم القرآن'' اور ابوالحسن السخاوی (م ۶۴۳ھ) کی ''جمال القراء'' ہے۔ یہاں تک کہ اس فن میں علامہ زرکشی نے ۴۷ انواع پر مشتمل جامع اور مفصل کتاب تالیف کی جس کا نام البرھان فی علوم القرآن رکھا۔

البرھان کی انواع کا اجمالی جائزہ

علامہ زرکشی نے کتاب کے آغاز میں مقدمہ لکھا جس کی ابتداء میں قرآن کی فضیلت اور

کتاب کے سبب تالیف کو بیان کیا گیا ہے آگے ان تمام انواع کی فہرست ہے جن سے کتاب میں بحث کی گئی ہے اس کے علاوہ یہ مقدمہ دو فصلوں پر مشتمل ہے جس میں سے پہلی علم تفسیر کی تعریف اور اس کی ضرورت واہمیت پر ہے جبکہ دوسری فصل میں علوم القرآن کی مختلف اقسام کا مختصر تذکرہ ہے۔ البرھان کی انواع کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ کتاب البرھان کی پہلی نوع اسباب نزول کی معرفت میں ہے شروع میں علامہ نے اس کی اہمیت اور اس کے فوائد لکھے ہیں مثلاً مفسرین نے اپنی کتب میں اس فن کا خاص اہتمام کیا ہے۔ یہ ایک ایسا علم ہے جس کو جاننے سے حکم کے شروع ہونے کی حکمت کی وجہ معلوم ہوتی ہے۔(۴) مزید وضاحت کے لیے آپ نے اس کی کئی مثالیں دی ہیں اس کے علاوہ اس میں تکرار نزول اور سبب کے خاص ہونے اور حکم کے عام ہونے سے پہلے متعلق اصولی بحث ہے۔

۲۔ دوسری نوع آیات کے درمیان مناسبت کی پہچان کے بارے میں ہے مؤلف نے اس علم کی عظمت کے بارے میں ابن عربی کا قول نقل کیا کہ ''قرآن کی آیتوں کا ایک دوسرے کے ساتھ یوں ربط دنیا کے وہ سب مل کر باہم مناسبت رکھنے والے الفاظ اور مسلسل معانی کا کلمہ ہو جائیں نہایت عظیم علم ہے''۔(۵)

علامہ نے اس کی بہت سے مثالیں دی ہیں جن میں سے ایک درج ذیل ہے:

''کافتتاح سورة البقرة بقوله ﴿الم ذلک الکتاب لا ریب فیه﴾ اشاره إلی ﴿الصراط﴾ فی قوله ﴿اهدنا الصراط المستقیم﴾ کانهم لما سألوا الهدایة إلی الصراط المستقیم قیل لهم ذلک الصراط الذی سألتم الهدایة إلیه هو الکتاب . وهذا معنی حسن یظهر فیه ارتباط سورة البقرة بالفاتحة''۔(۶)

۳۔ تیسری نوع فواصل اور رءوس آیات کی معرفت کے بیان میں ہے۔ مؤلف نے اس بارے میں علامہ دانی کا قول نقل کیا ہے جس سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

''فاصلہ وہ کلام ہے جو اپنے مابعد سے جدا کیا گیا ہو اور کلام منفصل کبھی آیت کا سرا ہوتا ہے اور کبھی اس کا غیر لہٰذا فواصل بھی اس طرح آیت کے سرے اور غیر دونوں ہوا کرتے ہیں اور ہر ایک آیت کا سرا فاصلہ ہے مگر ہر ایک فاصلہ ایسا نہیں ہوتا جو ضرور کسی نہ کسی آیت کا سرا ہو''۔(۷)

آگے اس سے متعلق تفصیلی بحث ہے۔

۴۔ یہ نوع وجوہ ونظائر کے بارے میں ہے وجوہ کی تعریف میں علامہ نے لکھا ہے۔

''ایسا مشترک لفظ جو کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے جیسے (الامۃ) نظائر کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے ''کالالفاظ المتواطئة'' (۸) یعنی باہم موافقت رکھنے والے مترادف اور ہم معنی الفاظ۔ علامہ نے اس کی کئی مثالیں دی ہیں جن میں سے ایک لفظ ''الھدی'' ہے جس کی ۱۷ وجوہ بیان کیں۔

۵۔ پانچویں نوع متشابہ آیتوں کے بارے میں ہے۔ علامہ نے شروع میں لکھا ہے کہ ''ایک جماعت نے اس پر کتابیں لکھی ہیں اور کرمانی نے متشابہ آیتوں کی توجیہ میں ایک مستقل کتاب تالیف کی جس کا نام البرھان ہے''۔(۹)

علامہ نے اس کی مختلف اقسام بیان کی ہیں جن میں سے ایک تقدیم و تاخیر ہے۔ علامہ نے اس کی مثال درج ذیل آیت سے دی ہے۔

سورۃ البقرۃ میں ہے ﴿یتلوا علیھم ایتک و یعلمھم الکتاب والحکمة ویزکیھم﴾ (۱۰) مذکورہ آیت میں ''یزکیھم'' آخر میں آیا ہے جبکہ دوسری آیت میں پہلے آیا ہے ﴿یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمة﴾ (۱۱)

علامہ نے لکھا ہے:

''آیتوں کو باہم متشابہ لانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایک ہی قصہ کو متفرق صورتوں میں وارد اور مختلف فواصل کے ساتھ بیان کیا جائے''۔(۱۲)

۶۔ یہ نوع علم مبھات کے بارے میں ہے۔ علامہ نے اس میں ابہام کے مختلف اسباب مع مثالوں کے بیان کیے ہیں۔ مثال کے طور پر علامہ نے اس کا پہلا سبب لکھا ہے کہ ایک جگہ ابہام ہوتا ہے دوسری جگہ اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

کقوله تعالیٰ ﴿مالک یوم الدین ﴾ بینه قوله ﴿وما ادرک ما یوم الدین ﴾ وقوله ﴿الذین أنعمت علیهم ﴾ بینه قوله ﴿من النبیین والصدیقین والشهداء والصلحین﴾ (۱۳)

۷۔ ساتویں نوع سورتوں کے فواتح کے اسرار میں ہے۔ علامہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورتوں کا افتتاح کلام کی دس انواع کے ساتھ کیا ہے اور کوئی سورت ایسی نہیں جو ان دس انواع میں سے کسی نہ کسی نوع سے خارج ہو۔ آگے ان دس انواع سے تفصیلی بحث ہے۔

۸۔ آٹھویں نوع سورتوں کے خواتم کے بارے میں ہے۔ فواتح کی طرح یہ نوع بھی حسن وخوبی سے بھرپور ہے اس سے سامع کو انتہائے کلام کا علم حاصل ہوتا ہے۔ علامہ نے لکھا ہے کہ اس کے سننے سے نفس کو بعد میں ذکر کی جانے والی کسی بات کا شوق نہیں رہتا جس کی وجہ یہ ہے کہ سورتوں کے خاتمے، دعاؤں، نصائح، فرائض، مواعظ، تمہید وتہلیل، وعد ووعید وغیرہ، امور میں سے ہوتے ہیں۔

۹۔ نویں نوع مکی اور مدنی آیات کی پہچان میں ہے۔

۱۰۔ یہ قرآن میں سے جو پہلے نازل ہوا اور جو آخر میں نازل ہوا کے بارے میں ہے۔

۱۱۔ گیارہویں نوع میں قرآن کے ساتھ حروف پر نازل ہونے سے متعلق اہم بحث ہے۔

۱۲۔ یہ نزول قرآن کی کیفیت کے بارے میں ہے۔

۱۳۔ اس نوع میں جمع وتدوین قرآن سے متعلق بحث ہے۔

۱۴۔ یہ نوع قرآن کی سورتوں کے لحاظ سے تقسیم، سورتوں اور آیتوں کی ترتیب اور ان کی تعداد کے بارے میں ہے۔ نوع کے شروع میں علامہ نے لکھا ہے:

''قال العلماء رضی الله عنهم القرآن العزیز اربعة اقسام الطوال ،

والمئون ، والمثانی، والمفصل ''(۱۴)

آگے ان سے متعلق مختلف اقوال کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔

۱۵۔ یہ نوع قرآن کے اسماء اور اس کے اشتقاقات کے بارے میں ہے اس میں علامہ نے قرآن کے پچپن ناموں کی فہرست دی ہے اور آگے ان کی وضاحت کی ہے۔

۱۶۔ یہ نوع قبائل عرب میں سے غیر حجازی الفاظ جو قرآن میں آئے ہیں ان کی معرفت کے بیان میں ہے۔

۱۷۔ یہ نوع قرآن میں آنے والے غیر عربی الفاظ کے بارے میں ہے۔ مثلاً:

''الطور: جبل بالسریانیة، والقسط والقسطاس : العدل بالرومیة''(۱۵)

۱۸۔ اٹھارویں نوع قرآن کے غریب الفاظ کے بارے میں ہے شروع میں اس موضوع پر لکھنے والے کے نام میں جو اس فن کی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''معرفة هذا الفن للمفسرین ضروری ، والا فلا یحل له الاقدام علی کتاب الله''(۱۶)

آگے آپ نے قرآن کے غریب الفاظ اور اس کی وضاحت کے متعلق اقوال نقل کیے ہیں ایک جگہ حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

''ما کنت أدری ما فاطر السموت والأرض ، حتی اتانی أعرابیان یختصمان فی بئر فقال احدهما انا فطرتها یعنی ابتدأتُها''۔(۱۷)

۱۹۔ یہ نوع تصریف کی معرفت میں ہے۔ علامہ نے اس کی اہمیت میں لکھا ہے کہ مفسر کے لیے جن علوم کا جاننا ضروری ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ علامہ نے اس کی مثالوں سے وضاحت کی ہے۔ ان میں سے ایک درج ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''﴿و أما القاسطون فکانوا لجهنم حطبا﴾ وقال تعالیٰ ﴿ واقسطوا إن الله یحب المقسطین﴾ فانظر کیف تحول المعنی بالتصریف من الجور

الی العدل"(۱۸)

ایک آیت میں ناانصافوں کے لیے جہنم تو دوسری میں انصاف پسندوں کے لیے محبت یعنی ایک طرف سختی ہے تو دوسری جگہ اپنی صفت عدل کی طرف تصریف سے معانی کو پھیر دیا۔

۲۰۔ یہ نوع افراد اور ترکیب کی جہت سے احکام کی معرفت کے بارے میں ہے۔ علامہ نے اس کے متعلق لکھا ہے:

"جو شخص کتاب اللہ کا مطالعہ کرتا ہے اور اس کے اسرار کو کھولنے والا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ کلمہ کی ہیئت اس کے صیغہ اور اس کے محل پر بھی غور کر لے آیا کہ وہ مبتدا ہے یا خبر، فاعل ہے یا مفعول یا پھر وہ مبادی کلام یعنی کلام کے ابتدائی حصوں میں سے ہے یا پھر کسی سابقہ کلام کے جواب میں ہے۔ اسی طرح معرفہ ہے یا نکرہ ہے"۔(۱۹)

آگے اس سے متعلق تفصیلی بحث ہے۔

۲۱۔ اکیسویں نوع اس بارے میں ہے کہ لفظ اور ترکیب بہترین اور فصیح ترین ہیں۔ یہ علم بیان کی ایک قسم ہے۔ علامہ نے لکھا ہے:

"یوخذ ذلک من علم البیان والبدیع" (۲۰)

علامہ زرکشی کے نزدیک ایک مفسر کے لیے اس علم کا جاننا بھی ضروری ہے اور اس علم کا فائدہ یہ ہے کہ یہ علم کلام الٰہی کے عجائب سے آگاہ کرتا ہے۔ اس کی ایک مثال میں لکھتے ہیں:

"تحقیق العقائد الإلهية، کقوله سبحانه ﴿ أليس ذلک بقادر علی أن یحی الموتی ﴾ بعد ذکره النطفة و متعلقها فی مراتب الوجود"(۲۱)

۲۲۔ یہ نوع کمی بیشی کی وجہ سے اختلاف الفاظ کی معرفت میں ہے۔ نوع کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے۔

"وذلک متواتر واحاد، و یوجد هذا الوجه من علم القراءة"(۲۲)

قرآن اور قرأت کے فرق کے بارے میں علامہ زرکشی نے لکھا ہے:

''قرآن اور قرأت دو مختلف حقیقتیں ہیں۔قرآن اس وحی منزل کا نام ہے جو محمد ﷺ پر بیان یعنی ہدایت اور احکام اور معجزہ قرار دینے کے لیے اتاری گئی اور قرأتیں اسی مذکورہ وحی کے الفاظ کے حروف اور کیفیت ادا یعنی تخفیف و تثقیل وغیرہ میں مختلف ہونے کا نام ہے''۔(۲۳)

آگے قرأت سے متعلق تفصیلی بحث ہے۔

۲۳۔ یہ نوع وقف و ابتداء کے بیان میں ہے۔علامہ نے لکھا ہے:

''یہ ایک معزز فن ہے اور اس کے ذریعے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کو کس طرح ادا کرنا ہے''۔(۲۴)

یہ مختصر سی نوع ہے اس کی تفصیل اور وقف کی اقسام وغیرہ کا ذکر اس سے اگلی نوع میں ہے۔

۲۴۔ یہ نوع توجیہ قرأت کی معرفت اور ہر قاری کی توجیہ کی وضاحت کے بارے میں ہے۔علامہ نے اس فن کے متعلق لکھا ہے:

''و هو فن جليل ، و به تعرف جلالة المعاني و جزالتها ....''(۲۵)

اس فن کے فائدے میں علامہ کواشی کا قول نقل کیا ہے:

''قرأتوں کی توجیہ معلوم کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ وہ مدلول علیہ کی قدر و منزلت پر دلیل بن جائے یا اس کو ترجیح دے۔مگر اس مقام پر ایک امر سے آگاہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ دو قرأتوں میں سے ایک کو دوسری پر اس طرح سے ترجیح دینا کہ وہ اسے قریب قریب ساقط کر دے یہ ایک ناپسندیدہ امر ہے اس لیے کہ ان قرأتوں میں سے ایک قرأت تواتر کے ساتھ ثابت ہوئی ہے۔لہٰذا کسی ایک کی تردید روا نہیں ہو سکتی''۔(۲۶)

آگے اس کی تفصیل بیان کی ہے۔پھر وقف کی اقسام کا تذکرہ ہے۔

۲۵۔ یہ نوع قرآن کے رسم الخط کے بارے میں ہے۔علامہ نے اس نوع میں رسم الخط کے قواعد مثلاً زیادتی، حذف، فصل اور وصل وغیرہ کی اقسام سے مع مثالوں کے کئی فصول میں عمدہ بحث ہے۔

۲۶۔ یہ نوع فضائل قرآن کے بیان میں ہے۔اس نوع میں قرآن کی فضیلت میں چند احادیث کا

تذکرہ ہے۔جیسے ''خیر کم من تعلم القرآن و علمه'' (۲۷)

۲۷۔ یہ نوع قرآن کے خواص کے بارے میں ہے اس میں ایک جگہ علامہ نے حکایت نقل کی، لکھتے ہیں:

''و یحکی ان الشیخ أبا القاسم القشیری رأی النبی ﷺ فی المنام، فقال له رسول الله ﷺ : مالي أراک محزوفا. فقال : ولدی قد مرض، و اشتد علیه الحال، فقال له أین أنت عن آیات الشفاء'' (۲۸)

آگے ان سات آیات کا تذکرہ ہے جس میں شفاء کا لفظ آیا جیسے:

﴿و یشف صدور قوم مومنین﴾ (۲۹) ﴿و شفاء لما فی الصدور﴾ (۳۰)

﴿و اذا مرضت فهو یشفین﴾ (۳۱) وغیرہ

شیخ قشیری نے ان آیات کی تین مرتبہ تلاوت کی تو ان کا بیٹا ٹھیک ہوگیا۔آگے چند اور خواص کا تذکرہ ہے۔

۲۸۔ یہ نوع اس بارے میں ہے کہ کیا قرآن میں کوئی شے دوسری شے سے افضل ہے علامہ نے اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال دلائل کے ساتھ نقل کیے ہیں۔یہاں شیخ عزالدین کا جو قول نقل کیا ہے درج ذیل ہے:

''کلام الله فی الله افضل من کلام الله فی غیرہ، ف ﴿قل هو الله أحد﴾ أفضل من ﴿تبت یدا أبی لهب﴾'' (۳۲)

آگے سورتوں اور آیتوں کی فضیلت میں احادیث نقل کی گئی ہیں۔

۲۹۔ یہ نوع تلاوت قرآن کے آداب اور اس کی کیفیت کے بارے میں ہے علامہ نے اس میں لکھا ہے کہ قرآن کی تلاوت بڑی حسن ترتیل کے ساتھ کرنی چاہیے اور دلیل میں یہ آیت درج کی ہے۔

﴿ و رتل القرآن ترتیلا﴾ (۳۳)

آگے اس کے آداب بیان کیے گئے ہیں۔

۳۰۔ تیسویں نوع اس بارے میں ہے کہ کیا تصانیف، رسائل اور خطاب میں قرآن کی بعض آیات کا استعمال جائز ہے اور کیا شعر میں اس کا حوالہ دینا اور اعراب کی حرکت کی اور تقدیم وتاخیر کی تبدیلی کی وجہ سے اس کے نظم میں تبدیلی کرنا جائز ہے۔ اس کا جواز اور عدم جواز میں علامہ نے مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔

۳۱۔ یہ نوع قرآن میں آنے والی امثال کائنات کی معرفت میں ہے "امام شافعی نے اس کو ان امور میں شمار کیا ہے۔ علوم القرآن میں سے جن کی معرفت مجتہد پر واجب ہوتی ہے۔ (۳۴) اس علم کے فائدے میں علامہ نے لکھا ہے:

"ضرب الأمثال فى القرآن يستفادمنه أمور كثيرة : التذكير والوعظ..." (۳۵)

آگے اس علم سے تفصیلی بحث ہے۔

۳۲۔ یہ نوع قرآن کے احکام کے بارے میں ہے۔ نوع کے شروع میں علامہ نے اس موضوع پر تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ علامہ نے احکام کی دو اقسام ذکر کی ہیں۔ پہلی قسم صریح احکام ہیں اور اس کا زیادہ حصہ سورہ بقرہ، النساء، المائدہ اور الانعام پر مشتمل ہے۔ دوسری قسم قرآن کا وہ حصہ ہے جس سے احکام کا استنباط ہوتا ہے جس طرح حجیت اجماع کی دلیل کا استنباط اس آیت سے کیا گیا ہے۔

﴿و يتبع غير سبيل المؤمنين﴾ (۳٦)

علامہ نے لکھا ہے کہ احکام کے استنباط میں اصول فقہ کے قواعد کا جاننا بہت ضروری ہے ساتھ اس کی بہت سی مثالیں دی ہیں آگے چند قواعد کا تذکرہ ہے جن میں مطلق ومقید، عام اور خاص وغیرہ شامل ہیں۔

۳۳۔ یہ نوع قرآن کے جدل کے بارے میں ہے۔ علامہ نے اس کے شروع میں لکھا ہے:

"قرآن مجید ہر قسم کے براہین ودلائل پر مشتمل ہے۔ معلومات عقلیہ وسمعیہ میں سے کوئی براہین ودلائل ایسے نہیں جس سے کتاب اللہ میں کلام نہ کیا گیا ہو بلکہ اللہ تعالیٰ نے متکلمین

کے دقیق طرق سے ہٹ کر عادت عرب کے مطابق براہین و دلائل وارد کیے ہیں"۔(۳۷)

آگے اس فن سے متعلق مختصر بحث ہے۔

۳۴۔ یہ نوع قرآن کے ناسخ و منسوخ کی معرفت میں ہے۔نوع کا آغاز ان الفاظ میں ہوتا ہے۔ "والعلم به عظیم الشان "(۳۸) آگے اس موضوع پر کتب لکھنے والوں کے نام ہیں۔علامہ زرکشی نے اس علم کا جاننا مفسر کے لیے ضر ن قرار دیا ہے۔لکھتے ہیں:

"لا یجوز لا حد ان یفسر کتاب اللہ الا بعد ان یعرف منه الناسخ والمنسوخ" (۳۹)

آگے اس کے مختلف معانی، نسخ کے جواز، قرآن سے قرآن کا نسخ، سنت سے قرآن کا نسخ، کن سورتوں میں نسخ واقع ہوا، کن سورتوں میں صرف ناسخ ہے، منسوخ نہیں اور اس کے برعکس اور نسخ کی اقسام وغیرہ جیسے امور سے بحث کی گئی ہے۔

۳۵۔ یہ نوع اختلاف کا وہم دلانے والی آیات کے بارے میں ہے۔علامہ نے اس کے شروع میں لکھا ہے:

"قرآن کے کسی حصے میں آیات کے درمیان تعارض کا وہم ہوتا ہے۔حالانکہ اللہ کا کلام ہر قسم کے اختلاف سے پاک ہے۔اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے (اگر یہ کلام اللہ کے علاوہ کسی اور کا ہوتا تو وہ اس میں بہت سا اختلاف پاتے)۔(۴۰) لیکن جس کو اختلاف کا وہم ہوتا ہے جو حقیقت میں اختلاف نہیں ہوتا تو ضرورت صرف اور صرف اس امر کی ہے کہ اس کے وہم کا ازالہ کر دیا جائے"۔(۴۱)

آگے ایسی آیات سے تفصیلی بحث ہے۔

۳۶۔ یہ نوع محکم اور متشابہ آیات کے بارے میں ہے۔اس نوع کا آغاز ارشاد باری تعالیٰ سے ہوتا ہے ﴿منه آیات محکمات هن أم الکتاب و أُخر متشابهات﴾(۴۲) علامہ نے اس مسئلہ میں کہ قرآن محکم ہے یا متشابہ حسین بن محمد النیشا پوری کے تین اقوال نقل کیے ہیں۔(۴۳)

پہلا قول ہے کہ سارا قرآن محکم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿کتاب احکمت ایاته ﴾ (۴۴) دوسرا قول ہے کہ سارا قرآن متشابہ ہے جس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے۔ ﴿اللـــه نـزل أحسن الحـديث كتاباً متشابهًا ﴾ (۴۵) تیسرا قول یہ ہے کہ قرآن میں محکم اور متشابہ دونوں قسم کی آیات ہیں۔ یہی قول صحیح ہے اس کی دلیل درج ذیل آیت ہے۔

﴿منه آيات محكمات هن أم الكتاب ﴾ (۴۶)

آگے اس سے متعلق تفصیلی بحث ہے۔

۳۷۔ یہ نوع ان متشابہ آیات کے حکم کے بارے میں ہے جو صفات سے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ علامہ نے قرآن سے اس کی ایک مثال دی ہے۔

﴿الرحمن على العرش استوى ﴾ (۴۷) ام سلمہؓ سے استواء کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا:

''الاستواء معلوم ، والكيف مجهول ، والايمان به واجب ، والسوال عنه بدعة'' (۴۸)

آگے اس طرح کی کئی آیات اور ان کے بارے میں مختلف اقوال نقل کیے گئے ہیں۔

۳۸۔ یہ نوع اعجاز قرآن کے بارے میں ہے۔ نوع کے آغاز میں اس موضوع پر لکھنے والوں کے نام ہیں جن میں قاضی ابوبکر باقلانی، الخطابی، رمانی، اور عزیزی وغیرہ شامل ہیں۔ علامہ زرکشی اس علم کے متعلق لکھتے ہیں۔

''و هو علم جليل ، عظيم القدر ، لان النبوة النبى ﷺ معجزتها الباقية القرآن ، و هو يوجب الاهتمام بمعرفة الاعجاز قال الله تعالىٰ ﴿ كتاب انزلناه اليک لتخرج الناس من الظلمات الى النور باذن ربهم الى صراط العزيز الحميد ﴾ (۴۹)

علامہ نے اس نوع میں ان تمام آیات کا ذکر کیا ہے جن میں اہل عرب کو چیلنج کیا گیا ہے کہ

اس جیسا قرآن لاؤ۔

آگے علامہ نے اعجاز کے متعلق مختلف اقوال کی روشنی میں جامع بحث کی ہے۔

۳۹۔ انتالیسویں نوع قرآن کے متواتر ہونے کے وجوب کی معرفت میں ہے۔نوع کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے۔

''لا خلاف ان کل ما هو من القرآن يجب أن يكون متواترا فی اصله و اجزائه واما فی محله و ترتيبه ......''(۵۰)

آگے یہ بحث ہے کہ معوذتین قرآن کا حصہ ہیں کہ نہیں ہیں اس میں امام نووی کا قول نقل کیا ہے:

''و قال النووی فی شرح المهذب ، أجمع المسلمون علی أن المعوذتين والفاتحة من القرآن ، و أن من حجلا منها شيئا كفرا؛ وما نقل عن ابن مسعود باطل ، وليس بصحيح''(۵۱)

۴۰۔ چالیسویں نوع اس بارے میں ہے کہ سنت،قرآن کی وضاحت کرتی ہے۔علامہ نے اس میں کئی مثالیں دیں۔ان میں سے ایک درج ذیل ہے۔

''و من ذلک حديث الا ذان و كيفيته بقوله: (أشهد أن لا اله الا الله) من قوله ﴿شهد الله أنه لا اله ألاهو والملئكة وأولوا العلم﴾ و تكرارها فی قوله ﴿لا اله الا هو﴾''(۵۳)

۴۱۔ یہ نوع تفسیر اور تاویل کی معرفت میں ہے۔علامہ نے تفسیر کی تعریف میں لکھا ہے:

''و أما التفسير فی اللغة ، فهو راجع إلی معنی الاظهار والكشف ...''(۵۴)

آگے اصطلاحی معانی لکھے ہیں۔

''و فی الاصطلاح : هو علم نزول الاية و سورتها و أقاصيصها، والاشارات النازلة فيها ، ثم ترتيب مكيها و مدنيها و محكمها ومتشابها و ناسخها و منسوخها و خاصها و عامها و مطلقها و مقيدها و مجملها و مفسرها''(۵۵)

تاویل کے متعلق لکھتے ہیں:

''و أما التاويل فاصله فى اللغة من الاول''(۵٦)

یعنی لغت میں تاویل کی اصل رجوع ہے آگے اس کی اصطلاحی تعریف بیان کی ہے:

''فكان التاويل صرف الاية الى ما تحتمله من المعانى''(۵۷)

یعنی تاویل آیت کو ان معانی کی طرف پھیر دینے کا نام ہے جس کی وہ محتمل ہوتی ہے۔ آگے اس سے متعلق تفصیلی بحث ہے۔

۴۲۔ یہ نوع قرآن میں خطاب اور وجہ مخاطبات کے بارے میں ہے۔ اس نوع میں علامہ نے ۳۳ وجوہ سے مثالوں کے ساتھ بحث کی ہے۔ یہاں ان میں سے ۴ وجوہ مثالوں کے ساتھ درج ذیل ہیں۔(۵۸)

اول: خطاب العام و المراد به العموم

اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ﴿ إن الله بكل شئ عليم ﴾(۵۹)

دوم: خطاب الخاص والمراد به الخصوص

اس کی مثال یہ آیت ہے: ﴿يا يها الرسول بلغ..... ﴾(٦۰)

سوم: خطاب الخاص والمراد به العموم

اس کی دلیل یہ آیت ہے: ﴿يا يها النبى إذا طلقتم النساء﴾(٦۱)

چہارم: خطاب العام والمراد الخصوص

مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يا يها الناس اتقوا ربكم ﴾(٦۲)

یعنی اس میں بچے اور مجنون شامل نہیں ہیں۔

۴۳۔ یہ نوع حقیقت اور مجاز کے بارے میں ہے۔ علامہ نے لکھا ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ قرآن حقائق پر مشتمل ہے۔ لیکن مجاز کے بارے میں علامہ نے اختلاف کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں:

''اس بارے میں اختلاف ہے کہ قرآن میں مجاز ہے یا نہیں جمہور قرآن میں اس کے وقوع کے قائل ہیں اور ایک جماعت نے انکار بھی کیا ہے.... ان کا شبہ ہے کہ کلام کرنے

والا حقیقت سے مجاز کی طرف اس وقت عدول کرتا ہے جب اس کے لیے حقیقت کا میدان تنگ ہو جائے اس وقت وہ استعارہ کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حق میں یہ امر باطل ہے''۔

علامہ زرکشی اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

''یہ شبہ باطل ہے کیونکہ اگر قرآن کو مجاز سے خالی مانا جائے تو یہ بھی واجب آئے گا کہ وہ تو کید حذف اور قصص کے دوبارہ لانے وغیرہ سے خالی ہے اگر قرآن سے مجاز کو نکال دیا جائے تو اس میں ایک بڑی خوبی ساقط ہو جائے گی''۔ (۶۳)

آگے مجاز سے متعلق تفصیلی بحث ہے۔

۴۴۔ یہ نوع قرآن میں کنایات اور تعریض کے بارے میں ہے۔ علامہ نے پہلے کنایہ کی تعریف لکھی ہے ''کسی چیز کے بارے میں کنایہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اس میں اس کے نام کی تصریح نہیں'' (۶۴) آگے کنایہ کے اسباب تحریر کیے جن میں سے ایک درج ذیل ہے۔

''التنبیہ علی عظم القدرۃ ، کقولہ تعالیٰ ﴿ ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ﴾ (۶۵) کنایۃ عن آدم''(۶۶)

تعریض کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

''انہ الدلالۃ علی المعنی من طریق المفھوم ، وسمی تعریضاً ...''(۶۷)

آگے تعریض سے جامع بحث کی گئی ہے۔

۴۵۔ یہ نوع کلام کے معنی کی اقسام کے بیان میں ہے۔ کلام کی اقسام کے بارے میں اختلاف ہے۔ علامہ زرکشی نے چند اختلافی اقوال نقل کیے ہیں۔ ایک قول ہے کہ اس کی دو قسمیں ہیں خبر اور غیر خبر ایک قول ہے کہ ۱۰ ہیں جیسے نداء، مسألۃ، امر، تشفع، تعجب، قسم، شرط، وضع، شک اور استفہام۔ اسی طرح کسی نے کہا ۹ ہیں کسی نے کہا ۸ ہیں وغیرہ۔ (۶۸) آگے علامہ نے پہلے خبر پھر استخبار اس کے بعد شرط اور قسم سے تفصیلی بحث کی ہے۔

۴۶۔ یہ نوع قرآن کے اسالیب اور فنون بلاغت سے متعلق ہے۔ علامہ زرکشی نے اس سے متعلق

بڑی طویل بحث کی ہے۔ البرھان کی تقریباً دو جلدیں اسی بحث پر مشتمل ہیں۔ علامہ نے اس میں تاکید اور اس کی اقسام ''تاکید صناعی، صفت، بدل، عطف بیان، تکرار، اطلاق، تفسیر، قسم، مبالغۃ، تعلیل'' وغیرہ اس کے بعد حذف کی بحث ہے۔ اس کی مختلف وجوہ کا بیان اس کے علاوہ تقدیم و تاخیر، اسلوب قلب، التفات، تشبیہ، استعارہ وغیرہ سے تفصیلی بحث کی ہے۔

۴۷۔ سنتالیسویں نوع جو اس کتاب کی آخری نوع ہے، میں ان ادوات کے بارے میں تفصیلی کلام ہے جن کا جاننا مفسر کے لیے بہت ضروری ہے۔ شروع نوع میں علامہ نے ایک آیت نقل کی ہے:

﴿ انا أو ایاکم لعلی ھدیً أو فی ضلال مبین ﴾(۶۹)

اس میں علی اور فی کے استعمال کے بارے میں علامہ نے بڑے احسن انداز سے فرق کیا ہے۔

''فاستعملت (علی) فی جانب الحق، و (فی) فی جانب الباطل، لان صاحب الحق کانہ مستعل یرقب نظرہ کیف شاء، ظاھرۃ لہ الاشیاء وصاحب الباطل کانہ منعمس فی ظلام، ولا یدری این توجہ''(۷۰)

یہاں علی حق کی جانب اور فی باطل کی جانب میں استعمال ہوا ہے چونکہ صاحب حق خیالات کی بلندی پر ہوتا ہے لہٰذا جس طرف چاہے دیکھ سکتا ہے سب چیزیں اس کے سامنے عیاں ہوتی ہیں جبکہ صاحب باطل اسی طرح ہوتا ہے گویا کہ وہ تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے اور اسے کوئی راستہ نہیں سوجھ پاتا۔ آگے علامہ نے ۸۳ ادوات کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔

علامہ زرکشی پہلی مرتبہ اپنی کتاب میں علوم القرآن سے متعلق ۴۷ انواع کو منظر عام پر لائے اور اس فن کی بہت سی مباحث کو بڑی عمدگی کے ساتھ ان انواع میں سمیٹ دیا۔ یہاں یہ کہنا بجا ہوگا کہ علوم القرآن پر یہ کتاب ایک مکمل انسائیکلو پیڈیا ہے۔

البرھان کی خصوصیات

کتاب البرھان فی علوم القرآن کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اپنے موضوع پر یہ پہلی ایسی جامع اور مفصل کتاب ہے جس میں علوم القرآن کی ۴۷ انواع سے بحث کی گئی ہے۔ اس

کتاب کی یہ خصوصیت اس کو علوم القرآن پر لکھی گئی تمام کتب سے ممتاز کرتی ہے۔ بعض جگہ اس کی ایک نوع اپنے اندر کئی انواع کو سمیٹے ہوئے ہے جس کی ایک مثال سینکڑوں صفحات پر پھیلی ہوئی اس کتاب کی نوع اسلوب قرآن ہے۔ اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب الاتقان فی علوم القرآن کی تیاری میں اس کو اساس بنایا۔ مختصراً یہ کہ علوم القرآن کے موضوع پر اس کتاب کو سب سے بڑے بنیادی مآخذ کی حیثیت حاصل ہے۔

علامہ زرکشی کا اسلوب تحریر

علامہ زرکشی نے تقریباً ہر نوع کے شروع میں متعلقہ فن پر لکھی گئی کتب یا ان کے مصنفین کے نام درج کر کے قاری کی توجہ ان کتب کی طرف مبذول کروائی جن کے متعلق شاید وہ علم نہ رکھتا ہو یہ بات ان علماء کے لیے اور بھی مفید ہے جو اس فن پر تحقیق کر رہے ہوں۔ مصنفین کے نام لکھنے کے بعد علامہ اس فن کی تعریف، اہمیت، اقسام، فروعات، تنبیہات، مسائل اور ضوابط وغیرہ سے قرآن، حدیث اقوال صحابہ وتابعین اور متعلقہ فن کے ماہرین کے اقوال کی روشنی میں بحث کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جا بجا اختلافی اقوال کو بھی نقل کیا ہے چند انواع کے علاوہ ہر طویل نوع کو کئی فصول میں تقسیم کیا ہے۔ یہاں چند انواع میں سے مختلف پہلوؤں کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

وجوہ ونظائر

البرہان کی چوتھی نوع وجوہ ونظائر ہے۔ جس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:

''وقد صنف فيه قديما مقاتل بن سليمان و جمع فيه من المتاخرين : ابن الزاغونی، وابو الفرج ابن الجوزی ، والدامغانی الواعظ ، وابو الحسين بن فارس وسمی كتابه الافراد''(۷۱)

اس فن کی تعریف میں لکھتے ہیں:

''فالوجوه : اللفظ المشترک الذی [يستعمل] فی عدة معان ، كلفظ (الامة) والنظائر: [كالالفاظ] المتواطئة''(۷۲)

اس فن کی اہمیت میں آپ نے لکھا ہے۔

''وقد جعل بعضهم ذلک من الانواع معجزات القرآن ؛ حيث كانت الكلمة الواحدة تنصرف الى عشرين وجها او اکثر أو اقل؛ ولا يوجد ذلک فی کلام البشر ''(۷۳)

یعنی بعض علماء نے اس فن کو قرآن کا معجزہ قرار دیا ہے کہ اس کا ایک کلمہ کم وبیش ۲۰ وجوہ پر ہوتا ہے۔اور یہ کمال انسانی کلام میں نہیں پایا جاتا ہے۔

اس فن کی مزید اہمیت بیان کرنے کے لیے آپ نے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں فقیہ بننے کے لیے اس علم کو جاننا ضروری قرار دیا گیا ہے۔مقاتل کی کتاب سے بیان کرتے ہیں:

''و ذكر مقاتل فی صدر كتابه حديثاً مرفوعا: (لا يكون الرجل فقيها كل الفقه حتى ير للقرآن وجوها كثيرة) ''(۷۴)

قرآن کے وہ الفاظ جو کئی وجوہ پر آئے ہیں آگے ان کی تفصیل بیان کی ہے۔

فواصل آیات

یہ نوع البرھان کی امتیازی خصوصیت ہے۔علامہ نے اس علم سے تفصیلی بحث کی ہے۔نوع کے شروع ہی میں اس فن کی تعریف لکھتے ہیں۔

''و هی كلمة آخر الاية ، كقافية الشعر و قرينة السجع'' آگے دانی کا قول نقل کیا ہے ''كلمة آخر الجملة'(۷۵)

فواصل اور رءوس آیات میں کیا فرق ہے اس کی وضاحت کرنے کے لیے علامہ نے الدانی کا بڑا اعمدہ قول نقل کیا ہے۔جس سے دونوں میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔

''أما الفاصلة فهی الكلام المنفصل مما بعده، و الكلام المنفصل قد يكون رأس آية و غير رأس و كذلک الفواصل يكن رءو س آیٍ و غيرها ، و کل رأس آية فاصلة رءو س کل فاصلة رأس آية....''(۷۶)

''فاصلہ وہ کلام ہے جو اپنے مابعد سے جدا کیا گیا ہو اور کلام مفصل کبھی آیت کا سرا ہوتا ہے اور کبھی اس کا غیر۔ لہذا فواصل بھی یونہی آیت کے سرے اور اس کے غیر دونوں ہوا کرتے ہیں اور ہر ایک آیت کا سرا فاصلہ ہے مگر ہر ایک فاصلہ ایسا نہیں ہوتا جو ضرور کسی نہ کسی آیت کا سرا ہو''

علامہ زرکشی نے فواصل کو صرف قرآن کی خصوصیت قرار دیا ہے لکھتے ہیں:

''و تقع الفاصلة عند الاستراحة فی الخطاب ، لتحسین الکلام بها ،وهی الطریقة التی یباین القرآن بها سائر الکلام''(۷۷)

علامہ نے فواصل کی دلیل قرآن کی اس آیت کو بنایا ہے۔

﴿کتاب فصلت آیاته﴾(۷۸)

آگے ایک اہم اور اختلافی بحث کی تفصیل بیان کی ہے کہ قرآن میں سجع کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔ اس سلسلے میں پہلے علامہ رمانی اور قاضی ابوبکر باقلانی کے اقوال اور دلائل نقل کیے ہیں کہ فواصل بلاغت ہے اور سجع عیب ہے۔ پھر خفاجی کا قول اس کے رد میں نقل کیا ہے۔

کلام عرب سے استشہاد

البرھان میں کئی جگہ ایسی عبارتوں یا ایسے اختلافی مسائل جن میں کوئی شک وشبہ والی بات ہو علامہ نے وہاں کلام عرب کو دلیل بنا کر جواب دیا ہے۔

مذکورہ بالا فواصل ہی کی نوع میں آپ نے ایک اعتراض نقل کیا ہے کہ

''اگر یہ کہا جاتا ہے کہ کلام میں سجع کا استعمال کوئی اچھی چیز ہے تو سارا قرآن مسجوع ہونا چاہیے تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس کا بعض حصہ مسجوع ہے اور بعض غیر مسجوع''(۷۹)

علامہ زرکشی نے اس کے جواب میں لکھا ہے:

قرآن عربی زبان میں اور عربوں کے عرف و عادت پر نازل ہوا ہے فصحائے عرب کا سارا کلام مسجوع نہیں ہوتا تھا کیونکہ سارے کلام کے مسجوع ہونے میں تکلف، استکراہ اور تصنع پایا جاتا ہے اور خاص کر جب کلام طویل ہو اس لیے پورا قرآن مسجوع نہیں ہے تا کہ اہل عرب کے عرف پر رہتے ہوئے

ان کے کلام کی اعلیٰ درجہ کی لطافت کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔ لیکن قرآن سجع سے بالکل خالی بھی نہیں ہے کیونکہ بعض جگہ پر یہ مذکورہ بالا صفت کی بناء پر مستحسن بھی ہے۔ بس قرآن میں کسی جگہ اس کے ہونے اور کسی جگہ نہ ہونے کا یہی سبب ہے۔

مختصر یہ کہ فواصل آیات پر اتنی جامع بحث اس سے پہلے کہیں نہیں ملتی اس پوری نوع کا غور سے مطالعہ کرنے کے بعد فواصل آیات کے مفہوم سے آگاہی حاصل ہو جاتی ہے دیگر انواع کی طرح اس نوع کی عمدگی اور معیار کی بلندی کا یہ عالم ہے کہ علامہ سیوطیؒ نے تھوڑی کمی بیشی کے ساتھ اور ترتیب بدل کر اس پوری نوع کو اپنی کتاب الاتقان میں نقل کیا ہے۔

اشعار سے استدلال

البرھان میں کئی مقامات پر علامہ نے اشعار کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے وجوہ ونظائر کی بحث میں لفظ ''یأس'' کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ قرآن میں مایوسی کے معنی میں استعمال ہوا ہے سوائے ایک جگہ کے جہاں یہ جاننے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ آیت ذکر کرنے کے بعد بطور استدلال شعر سے سہارا لیا ہے۔ لکھتے ہیں:

''و کل شئ فی القرآن من (یأسن) فھو قنوط، الا لتی فی الرعد ﴿افلم یایئس الذی امنوا﴾ أی ألم یعلموا. قال ابن فارس أنشدنی أبی فارس بن زکریا''

اقول لھم بالشعب إذ یأسروننی ألم تیأسو أنی ابن فارس زھدم (۸۱)

یہاں ألم تیأسوا کا استعمال نہ جاننے کے معنی میں ہوا ہے۔

فقہی مسائل کا تذکرہ

اس کتاب میں کئی جگہ فقہی مسائل بیان کیے گئے جن میں فقہاء اور اصولیین کے اقوال کی روشنی میں کلام کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علامہ زرکشی، شافعی مسلک کے بہت بڑے فقیہ تھے۔ اصول قواعد اور فقہ سے نہ صرف ان کو خاص دلچسپی تھی بلکہ ان میں مہارت حاصل تھی۔ لہٰذا آپ کی تالیف میں کئی جگہ آپ کا فقہی رنگ نمایاں ہے۔ آپ نے جابجا اس کتاب میں مسائل ذکر کیے ہیں۔

علوم القرآن پر لکھی گئی کتب میں البرھان فی علوم القرآن وہ واحد کتاب ہے جس میں پہلی مرتبہ منجملہ دوسری انواع کے ایک نوع احکام القرآن کی بھی قائم کی گئی اس میں کوئی طویل فقہی مباحث شامل نہیں ہیں بلکہ نوع کے تعارف میں چند مسائل کا تذکرہ ہے اس نوع میں بعض قواعد اصول فقہ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً مطلق ومقید اور عام وخاص وغیرہ۔

قرآن کے بلاغی پہلو

اعجاز قرآن کی وجوہ میں سے ایک وجہ اس کا فصیح و بلیغ اسلوب ہے۔ فصاحت و بلاغت پر مشتمل جتنی عمدہ مباحث علامہ نے اپنی کتاب کی ۴۶ ویں نوع ''اسلوب قرآن اور فن بلاغت'' میں شامل کی ہیں وہ اس سے پہلے یکجا اور اتنی مرتب کسی کتاب میں نہیں ملتیں۔ سینکڑوں صفحات پر مشتمل یہ نوع جو اپنے اندر کئی انواع کو سمیٹے ہوئے ہے صرف البرھان ہی کی خصوصیت ہے۔ علامہ زرکشی نے اس نوع کو اپنی کتاب کا بہت بڑا مقصد قرار دیا ہے۔ نوع کے شروع میں ہی آپ نے اس امر کی وضاحت کر دی

''وھو المقصود الاعظم من ھذا الکتاب'' (۸۲)۔ اس علم کے فائدے میں علامہ نے لکھا ہے:

''اعلم ان ھذا اعلم شریف المحل، عظیم المکان، قلیل الطلاب، ضعیف الاصحاب، لیست لہ عشیرۃ تحمیہ، ولا ذو و بصیرۃ تستقصیہ، وھو ارق من الشعر، و اھول من البحر و أعجب من السحر و کیف لا یکون و ھو المطالع علی اسرار القرآن العظیم'' (۸۳)

اس نوع کا پہلا اسلوب تاکید ہے۔ علامہ نے شروع میں اس کے وقوع اور عدم وقوع کے متعلق اختلاف ذکر کیا ہے۔ اس سلسلے میں جمہور کی رائے پہلے بیان کر دی ہے۔

''جمھو ر الامۃ علی وقوعہ فی القرآن والسنۃ...'' (۸۴)

آگے علامہ نے تاکید کی ۲۸ قسموں سے عمدہ بحث کی ہے۔ ایک قسم مبالغہ ہے جس کی ایک

مثال درج ذیل ہے۔"بلغت القلوب الحناجر " ای کادت تبلغ ، لا ن القلب اذا زال عن موضعه مات صاحبه"

اس نوع کا دوسرا اسلوب حذف ہے۔اس کے فائدے میں لکھتے ہیں۔

"طلب الایجاز والاختصار، و تحصیل المعانی الکثیر فی اللفظ القلیل" (۸۷)

علامہ نے حذف کی دلیلیں بھی نقل کی ہیں مثلاً ایک دلیل عقل ہے اس کی مثال درج ذیل آیت سے دی ہے ﴿ و اسأل القریة ﴾ (۸۸) آگے علامہ نے لکھا ہے کہ محذوف کو مقدر مانے بغیر کلام کی صحت عقلا محال ہے۔یعنی یہاں اہل لفظ"القریة" سے پہلے محذوف ہے۔آگے اس کے اسباب واقسام سے جامع بحث ہے۔

اسلوب بلاغہ میں سے ایک تقدیم وتاخیر علامہ نے اس میں منجملہ دوسرے مسائل کے اس کی ۳انواع سے مفصل بحث کی ہے۔پہلی نوع"ما قدم و المعنی علیه" کی ۲۵صورتیں بیان کی ہیں مثال کے طور پر اس کی پہلی صورت"السبق" ہے جس کی علامہ نے دواقسام بیان کی ہیں۔

پہلی"السبق بالزمان و الایجاد" اس کی مثال میں آیت نقل کی ہے۔

﴿ اللّٰه یصطفی من الملائکة رسلاو من الناس ﴾(۸۹) آگے علامہ نے لکھا ہے کہ اہل سنت کا مذہب تو تفضیل بشر کا ہے لیکن یہاں وجود میں سبقت کی وجہ سے ملائکہ کا ذکر پہلے آیا۔(۹۰)

دوسری نوع"مما قدم و النیة علیه به التاخیر" اس بارے میں علامہ نے لکھا ہے:

"فمنه ما یدل علی ذلک الاعراب کتقدیم المفعول علی الفاعل" (۹۱)

آگے اس کی مثالیں دی ہیں جیسے

﴿انما یخشی اللّٰه من عباده العلماء﴾ (۹۲)

اس کے علاوہ التفات سے بھی بڑی خوش اسلوبی سے بحث کی گئی ہے چند صفحات میں اس سے متعلقہ تمام اہم نکات کو عمدگی کے ساتھ سمیٹا گیا ہے۔

اس نوع کے آخر میں اسلوب سے متعلق اہم قواعد ذکر کیے ہیں جن کا جاننا مفسر کے لیے

ایک قاعدہ ان الفاظ کے بارے میں ہے جن کو مترادف گمان کیا جاتا ہے حالانکہ وہ مترادف نہیں ہوتے مثلاً خوف اور خشیت کے بارے میں علامہ نے لکھا ہے:

''اس میں شک نہیں کہ خشیت خوف کی نسبت اعلیٰ ہے اور سخت ڈر جانے کو کہتے ہیں یہ اہل عرب کے قول ''شجرۃ خشیۃ'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں سوکھا ہوا درخت اور درخت کا سوکھ جانا بالکل فوت ہو جانے کے ہم معنی ہے'' اور خوف کے بارے میں لکھتے ''خوف اہل عرب کے قول ''ناقۃ خوفا'' سے ماخوذ ہے یعنی وہ اونٹنی جس کو کچھ بیماری ہے اور یہ نقص ہے نہ کہ بالکل فوت ہو جانا'' اس لیے خشیت کو درج ذیل آیت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے لیے خاص کیا گیا''۔

﴿ و یخشون ربھم و یخافون سوء العذاب ﴾ (۹۴)

علامہ زرکشی نے ان کے درمیان فرق اس طرح تحریر کیا ہے۔

''خشیت کسی کی عظمت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جس سے ڈر آتا ہو اور جبکہ ڈرانے والا اقوی ہو اور خوف ڈرنے والے کی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے چاہے ڈرانے والی چیز معمولی ہو'' (۹۵)

البرھان کے اہم ماخذ

علامہ زرکشی نے اپنی کتاب البرھان کی تالیف میں علوم القرآن کی مختلف انواع پر لکھی گئی کتب کے علاوہ بہت سے دوسرے علوم وفنون، تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، لغت اور بلاغت وغیرہ کی کتب سے بھی بھرپور استفادہ کیا۔ علامہ نے ان کتب کی فہرست تو کہیں نہیں دی لیکن پوری کتاب میں جابجا ان کے حوالے دیئے ہیں۔ درج ذیل سطور میں صرف ان کتب کا ذکر کیا جائے گا جن سے آپ نے بہت زیادہ استفادہ کیا۔

کتب علوم القران

۱۔ البرھان فی علوم القرآن

یہ علی بن ابراھیم الحوفی (م ۴۳۰ھ) کی کتاب ہے جو ۳۰ جلدوں میں تھی ان میں سے صرف

۱۵ غیر مرتب صورت میں مخطوطے کی شکل میں موجود ہیں۔ دراصل یہ قرآن کی تفسیر ہے مگر اس میں بعض علوم القران کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

۲۔ **فنون الافنان فی عیون علوم القرآن**

یہ ابن الجوزی (م ۵۹۷ھ) کی کتاب ہے

کتب تفاسیر

۱۔ **جامع البیان عن تاویل آی القرآن**

امام طبری (م ۳۱۰ھ) کی تفسیر ہے جو ۱۵ جلدوں میں بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

۲۔ **المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز**

یہ ابن عطیہ اندلسی (م ۵۴۶ھ) کی تفسیر ہے۔ عبدالسلام شافی کی تحقیق سے ۱۴۳۱ھ میں بیروت سے شائع ہوئی۔

کتب احکام القرآن

۱۔ **احکام القرآن**

یہ ابوالحسن طبری (م ۵۰۴ھ) جو الکیا الہراسی کے نام سے معروف ہیں کی کتاب ہے۔ شافعی طرز پر یہ فقہی تفسیر دو جلدوں میں بیروت سے شائع ہوئی۔

۲۔ **احکام القرآن**

ابن عربی (م ۵۴۳ھ) کی یہ کتاب مالکی طرز پر ہے۔ ۴ جلدوں میں بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

کتب احادیث

صحاح ستہ کے علاوہ شعب الایمان للبیہقی سے زیادہ احادیث نقل کی گئی ہیں۔

کتب اصول

۱۔ الرسالہ

امام شافعی (م۲۰۴ھ) کی کتاب ہے۔ بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

۲۔ البرھان فی اصول الفقہ

امام جوینی (م۴۷۸ھ) کی یہ کتاب دو جلدوں میں بیروت سے شائع ہوئی۔

کتب بلاغت

۱۔ الکتاب

یہ الیسبویہ (م۱۸۰ھ) کی کتاب ہے۔ عبدالسلام محمد ہارون کی تحقیق سے بیروت سے ۲ جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

۲۔ المثل السائر فی ادب الکاتب والشاعر

فن بلاغت پر یہ عمدہ کتاب ابن الاثیر (م۶۲۲ھ) کی ہے۔ دو جلدوں میں ڈاکٹر احمد الحوفی اور ڈاکٹر بلاوی طبانہ کی تحقیق سے مصر سے شائع ہوئی۔

البرھان بحیثیت ایک بنیادی ماٴخذ

اس کتاب کی تالیف کے بعد جس کسی نے بھی علوم القرآن کے موضوع پر قلم اٹھایا اس نے اس کتاب سے ضرور استفادہ کیا۔ خاص طور پر علامہ سیوطی نے اس کتاب کے ملنے پر انتہائی خوشی کا اظہار کیا اس کے علاوہ علوم القرآن کے موضوع پر جس عظیم الشان کتاب کے لکھنے کا ارادہ علامہ سیوطی نے کیا وہ اور بھی مضبوط ہوا۔ علامہ سیوطی نے اپنی کتاب الاتقان فی علوم القرآن کے مقدمہ میں اس بات کی نشاندہی کی ہے۔ (۹۶)

کتاب الاتقان کی تیاری میں البرھان کو اساس بنایا اور اپنی پوری کتاب میں اس سے بہت زیادہ اخذ واکتساب کرنے کے علاوہ نہ صرف بڑی بڑی عبارتیں نقل کیں ہیں بلکہ بعض جگہ معمولی فرق

کے ساتھ پوری نوع بھی نقل کر ڈالی جس کی مثال ''فواصل آیات'' ہے۔علامہ سیوطی نے البرھان کی 47 انواع پر 33 انواع کا اضافہ کر کے الاتقان میں 80 انواع سے بحث کی ہے۔ یہ اضافہ بھی اس طرح ہے کہ علامہ سیوطی نے اپنی کتاب میں البرھان کی ایک نوع کو زیادہ انواع میں تقسیم کر کے بیان کیا ہے۔مثلاً البرھان کی دسویں نوع ''اول مانزل اور آخر مانزل'' کو علامہ سیوطی نے دو انواع میں ''اول مانزل'' اور ''آخر مانزل'' میں تقسیم کیا ہے۔اس طرح البرھان کی ۴۱ ویں نوع تفسیر قرآن سے متعلق ہے۔علامہ سیوطی نے چند اضافوں کے ساتھ اس کی پانچ انواع بنائی ہیں۔۴۲ ویں نوع مفسر کے لیے ضروری اور اہم قواعد، ۷۷ ویں نوع قران کی تفسیر و تاویل، نوع نمبر ۷۸ مفسر کے شروط و آداب، نوع ۷۹ غرائب قرآن اور نوع ۸۰ طبقات المفسرین سے متعلق ہے۔

البرھان فی علوم القرآن کے بعد الاتقان سمیت جتنی بھی کتب لکھی گئی سب کے لیے یہ کتاب بنیادی ماخذ رہی ہے۔

علوم القرآن سے متعلق مختلف کتابوں میں بکھری ہوئی مباحث کو علامہ زرکشی نے پہلی مرتبہ بڑی عمدگی سے اپنی کتاب البرھان میں جمع کیا اور آئندہ اس فن پر لکھنے والوں کے لیے ایک مضبوط راہ ہموار کی۔

حوالہ جات

۱۔ الزرکلی، الاعلام، ۶/ ۲۰، بیروت، ۱۹۹۷ء؛ ابن العماد حنبلی، شذرات الذہب، ۶/ ۳۳۵، قاہرہ، ۱۳۵۰ھ

۲۔ ابن تغری بردی، النجوم الزاہرۃ، ۱۲/ ۱۳۴، دار الکتب مصر

۳۔ بدر الدین زرکشی، مقدمہ البرہان فی علوم القرآن، ۱/ ۳۰، دار الفکر بیروت، ۱۹۸۸ء

۴۔ ایضاً، ۱/ ۴۵

۵۔ ایضاً، ۱/ ۶۲

۶۔ ایضاً، ۱/ ۶۵

۷۔ ایضاً، ۱/ ۸۴

۸۔ ایضاً، ۱/ ۱۳۴

۹۔ ایضاً، ۱/ ۱۴۵

۱۰۔ البقرۃ/ ۱۲۹

۱۱۔ الجمعۃ/ ۲

۱۲۔ البرہان، ۱/ ۱۴۶

۱۳۔ النساء/ ۶۹

۱۴۔ البرہان، ۱/ ۳۰۷

۱۵۔ ایضاً، ۱/ ۳۶۰

۱۶۔ ایضاً، ۱/ ۳۶۷

۱۷۔ ایضاً، ۱/ ۳۶۸

۱۸۔ ایضاً، ۱/ ۳۷۴

۱۹۔ ایضاً، ۱/ ۳۷۸

۲۰۔ ایضاً، ۱/ ۳۸۷

۲۱۔ ایضاً، ۱/ ۳۸۹

۲۲۔ ایضاً، ۱/ ۳۹۵

۲۳۔ ایضاً

۲۴۔ ایضاً، ۱/ ۴۱۵

۲۵۔ ایضاً، ۱/ ۴۱۹

۲۶۔ ایضاً

۲۷۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب فضائل القرآن ''باب خیر کم من تعلم''، ۴/ ۱۹۱۹

۲۸۔ البرہان، ۱/ ۵۱۷

۲۹۔ التوبہ/ ۱۴

۳۰۔ یونس/ ۵۷

۳۱۔ الشعراء/ ۸۰

۳۲۔ البرہان، ۱/ ۵۲۰

۳۳۔ المزمل/ ۳

۳۴۔ البرہان، ۱/ ۵۷۱

۳۵۔ ایضاً، ۱/ ۵۷۲

۳۶۔ النساء/ ۱۱۵

۳۷۔ البرہان، ۲/ ۳۰

۳۸۔ ایضاً، ۱/ ۳۴

۳۹۔ ایضاً

۴۰۔ النساء/۸۲
۴۱۔ البرہان،۲/۵۳
۴۲۔ آل عمران/۷
۴۳۔ البرہان،۲/۷۹
۴۴۔ ھود/۱
۴۵۔ الزمر/۲۳
۴۶۔ آل عمران/۷
۴۷۔ طٰہٰ/۵
۴۸۔ البرہان،۲/۸۹
۴۹۔ ابراہیم/۱ ؛ البرہان،۲/۱۰۱
۵۰۔ البرہان،۲/۱۳۳
۵۱۔ ایضاً،۲/۱۳۶
۵۲۔ آل عمران/۱۸
۵۳۔ ایضاً
۵۴۔ البرہان،۲/۱۶۲
۵۵۔ ایضاً،۲/۱۶۳
۵۶۔ ایضاً،۲/۱۶۴
۵۷۔ ایضاً،
۵۸۔ ایضاً، ۲/۲۳۷۔۲۳۹
۵۹۔ المجادلہ/۷
۶۰۔ المائدۃ/۶۷
۶۱۔ الطلاق/۱
۶۲۔ النساء/۱
۶۳۔ البرہان،۲/۲۷۲
۶۴۔ ایضاً،۲/۳۱۳
۶۵۔ الاعراف/۱۸۹
۶۶۔ البرہان،۲/۳۱۴
۶۷۔ ایضاً،۲/۳۲۴
۶۸۔ ایضاً،۲/۳۲۹
۶۹۔ السبا/۲۴
۷۰۔ البرہان،۴/۱۹۹
۷۱۔ ایضا،۱/۱۳۴
۷۲۔ ایضاً
۷۳۔ ایضاً
۷۴۔ ایضاً،۱/۱۳۵
۷۵۔ ایضاً،۱/۸۳
۷۶۔ ایضاً،۱/۸۴
۷۷۔ ایضاً
۷۸۔ فصلت/۳
۷۹۔ البرہان،۱/۸۸
۸۰۔ ایضاً
۸۱۔ ایضاً،۱/۱۴۱
۸۲۔ ایضاً،۲/۳۹۷
۸۳۔ ایضا
۸۴۔ ایضاً،۲/۳۹۹
۸۵۔ الاحزاب/۱۰
۸۶۔ البرہان،۳/۵۷
۸۷۔ ایضاً،۳/۱۲۰
۸۸۔ یوسف/۸۲
۸۹۔ الحج/۷۵

۹۰۔ البرھان،۳/۲۸۰
۹۱۔ ایضاً،۳/۳۱۹
۹۲۔ فاطر/۲۸
۹۳۔ البرھان،۴/۹۳
۹۴۔ الرعد/۲۱
۹۵۔ البرھان،۴/۹۳
۹۶۔ السیوطی،''مقدمہ الاتقان فی علوم القرآن''،ص ۴۸، بیروت،۱۹۹۹ء